رفاہ عام

از

(جناب مولوی محمد انظر شاہ صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند)

(۴)

راستوں کی حفاظت پھر نہ صرف سڑکوں کا جال بچھا دیا اور ان کو ہموار بنا کر مصفّٰی کیا اور آرام کی بقیہ تمام صورتیں بہم پہنچائیں۔ بلکہ سب سے بڑا کارنامہ اس سلسلہ میں یہ ہے کہ راستوں کو مامون ومحفوظ کرنے کے لئے زبردست حفاظتی اقدامات کئے گئے اور اس طرح ہزاروں لاکھوں راہ گیر اور مسافروں کی مال وجان کی حفاظت کی ذمہ داری لے کر سفر کے پر صعوبت اور وحشت ناک مراحل ان کے لئے آسان کر دیئے۔ سڑکوں اور راستوں کی حفاظت سے صرف انسانوں کی جان ہی محفوظ نہیں ہوتی۔ بلکہ خوراک کے وہ انبار جو ایک ملک سے دوسرے ملک میں منتقل کئے جا رہے ہیں جس سے لاکھوں انسانوں کی زندگی اور موت کا سوال وابستہ ہے اس کو منتقل کرنے کے محفوظ ذرائع میسر آتے ہیں اور اسی طرح سینکڑوں وہ اشیاء جو ایک ملک سے دوسرے ملک میں درآمد وبرآمد کی جاتی ہیں ان کو بھی پہنچانے کے لئے مامون اور پرامن راستے تیار ہوتے ہیں۔ غرض یہ کہ اسی طرح کے سینکڑوں فوائد ہیں جن کا حصول صرف پرامن اور محفوظ راستوں ہی پر موقوف ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے رفاہی تذکروں میں راستوں کی حفاظت کے اہتمام کی اطلاعیں بکثرت ملتی ہیں چناں چہ مسلمانوں کے مقبوضہ علاقوں میں کسی بھی علاقہ میں اس کا ذکر نہیں ملتا کہ وہاں حکومت مسلط راستوں کی حفاظت نہ کر سکی سوائے ایک صحرائے خراسان کے کہ وہاں پر خاطر خواہ حفاظتی اقدامات نہ ہو سکے ابن حوقل نے خراسان کے اسی صحرا کے متعلق لکھا ہے

"یہ ایسا لق ودق غیر آباد صحرا ہے کہ ان نشانات کے سوا جو حکومت کی جانب سے تھوڑی

تھوڑی دور پر قائم کردیئے گئے ہیں کسی اور چیز سے نہ منزل کا پتہ چلتا ہے اور نہ مقام کا"

(ابن حوقل بحوالہ ہزار سال پہلے صلا۲۱)

ابن حوقل کے بیانات سے اتنا بھی ضرور معلوم ہوا کہ حکومت نے نشانات وغیرہ لگا کر راہ نمائی کے کچھ ممکن طریقے نکالنے کی کوشش بھی کی تھی نیز اسی سیاح کے بیانات سے اس کی وجہ بھی معلوم ہوتی ہے کہ آخر یہ حصہ اس درجہ مخدوش کیوں تھا؟ ابن حوقل لکھتا ہے کیوں کہ اس صحرا میں نہ زیادہ بستیاں ہیں اور نہ ان کے رہنے والے، اسی لئے خراساں کے اس صحرا میں اس درجہ حالات خراب نظر آتے ہیں۔ نیز اس علاقہ میں مطلوبہ زبردست حفاظتی اقدامات کے نہ ہونے کی ایک خاص وجہ ابن حوقل یہ بھی بتاتا ہے

"اس صحرا کا تعلق کسی خاص اقلیم اور علاقے سے نہیں اگر کسی اقلیم و علاقہ سے اس کا تعلق ہوتا تو اس وقت اس اقلیم کی حکومت اس کے حفاظت کی ذمہ دار ہوتی"

لکھا ہے

"مشکل یہ ہے کہ اس صحرا کے چاروں طرف مختلف اور متعدد حکومتوں کی سرحدیں پھیلی ہوئی ہیں۔ متعدد سلاطین کے قبضہ میں صحرا کا یہ حصہ ہے" (ایضاً)

چناں چہ یہ حصہ۔ قومس، سجستان، کرمان، فارس، اصفہان، قم، کاشان، رے وغیرہ سے تعلق رکھتا ہے اور ہوتا ہے یہ کہ راہ زن

کسی ایک علاقہ میں کوئی فساد کرتے ہیں تو دوسرے علاقہ میں جا کر پناہ گزیں ہو جاتے ہیں — فاذا افسد القاطع فی عمل دخل فی عمل آخر (ابن حوقل صہ۲۸۵)

گویا کہ بالکل وہی انتشار اور بدنظمی جو آج کل ہندو پاکستان کی بعض سرحدوں پر ہو رہی ہے چناں چہ ہندوستان کا مشہور ڈاکو بھوپت جس طرح ہندوستان میں بعض ڈاکے اور سفاکانہ حملوں کے بعد پاکستان کے حدود میں داخل ہو گیا۔ اس کی تفصیلات اخبار دیکھنے والے لوگوں کے سامنے ہیں۔ بہرحال کہنا یہ چاہتا ہوں کہ خراسان کے اس لق و دق صحرا میں یہ جو بدنظمی پھیلی ہوئی تھی۔

اصل نتیجہ تھی طوائف الملوکی اور کسی ایک حکومت کے قائم نہ ہونے کا، میری ان تفصیلات کی روشنی میں جو ابن حوقل کے متعدد بیانات کو سامنے رکھ کر کی گئی ہے اس کو دیکھنے کے بعد خراسان کے اس علاقہ میں اس بے حفاظتی کا الزام مسلمانوں پر صحیح نہ ہوگا اور اس کے باوجود سیاح کے بعض بیانات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی حفاظتی اقدامات ضرور کئے گئے تھے اگرچہ وہ ضرورت کے مطابق نہیں تھے جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ آیا ہوں۔ ابن حوقل نے لکھا ہے کہ وہ دو مرتبہ اس صحرا سے گذرا ایک مرتبہ قافلہ کے ساتھ اور دوسری بار مسافروں کی ایک چھوٹی سی ٹولی کی رفاقت میں اور دونوں مرتبہ وہ اس صحرا سے بخیر و عافیت گذرا ہے' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خراسان کے اس علاقہ میں کچھ زیادہ اور وحشت ناک ابتری نہیں پھیلی ہوئی تھی بلکہ حالات بھی قابو سے باہر نہ تھے تاہم راستوں کی حفاظت کا وہ اہتمام جو مسلمانوں کا امتیاز ہے اس کی واقعی شکل یہاں پر موجود نہ تھی'

ولید بن عبدالملک جس نے اپنے رفاہی کاموں سے خلافت راشدہ کے دور کی یاد تازہ کر دی تھی لکھا ہے کہ اس کے پاس اطلاع پہنچائی گئی کہ انطاکیہ^ع^ اور مصیصہ کے درمیانی علاقوں میں شیروں کی کثرت ہوگئی ہے جس کی وجہ سے راہ گیروں کے لئے راستوں پر چلنا دشوار ہوگیا۔ اسی وقت ولید نے حکم دیا کہ شیروں کو ختم کر دیا جائے، شیروں کو پھانسنے کے لئے جو جانور بھیجے گئے تھے ان کی تعداد کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے

ع دمشق کے بعد اتنا حسین اور آب و ہوا کے اعتبار سے خوش گوار علاقہ اسلامی مفتوحہ علاقوں میں انطاکیہ ایسا کوئی نہ ہوگا اس کے کوچہ و بازار قصور و محلات میں پانی دوڑتا پھرتا ہے۔ پن چکیاں، خیابان اور ہر قسم کی زراعت اور کھیتیاں موجود ہیں۔ العتبی کپڑا یہاں نہایت اعلیٰ درجہ کا بنایا جاتا ہے رستوائی اور اصفہانی طرز کے کپڑے بھی یہاں بنائے جاتے ہیں 'حمص، معرّہ، مصر میں جس طرح سانپ اور بچھو داخل نہیں ہوتے اسی طرح انطاکیہ میں بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ حبیب نجار کا مقبرہ بھی اسی خوبصورت شہر میں ہے۔ ۶۳۹ء میں یہ علاقہ اسلامی مفتوحہ علاقوں میں داخل کیا گیا تھا۔

"چار ہزار بھینس اور بھینسے اس طرف بھیجے گئے ہیں فوجہ اربعۃ آلاف جاموس وجاموسۃ
اللہ تعالیٰ نے نفع پہنچایا۔ فنفع اللہ عزوجل (الہمدانی صـ۱۱۳)

یعنی شیر اس علاقہ کے اس طرح ختم کر دیئے گئے۔ ابو الفدا نے اسی واقعہ کی اطلاع دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ اس طرح ملک شام میں پہلی مرتبہ بھینس داخل ہوئی۔ یہی مسلمانوں کا وہ امتیاز ہے جو رفاہِ عامہ کی دلچسپیوں میں ان کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہے کوئی ٹھکانہ ہے ولید کی اس بلند حوصلگی کا کہ بے تامل صرف ایک راستہ کو پرامن بنانے کے لئے چار ہزار جانور بھیج دئیے گئے۔ ابو الفدا نے لکھا ہے کہ ان جانوروں کے ساتھ بنجارے بھی روانہ کئے گئے تھے۔ اس اہتمام پر جو کچھ خرچ ہوا اس کا کم سے کم تخمینہ لگا کر پھر بھی سوچئے کہ رفاہیت کے شاندار کارنامے جو مسلمانوں کی تاریخ کا ایک فروزاں باب ہے کیا اس کی مثال اقوام کی تاریخ میں موجود ہے؟

بحری راستوں کی حفاظت | بری راستوں کے ساتھ، بحری گذرگاہوں کے لئے بھی حفاظتی اقدامات کا ذکر مسلمانوں کی تاریخ میں ملتا ہے چنانچہ ابن حوقل نے لکھا ہے کہ نہر الدجلہ کے قریب ایک گردابِ عظیم تھا یہاں پر پانی کی گہرائی کی بھی انتہا نہ تھی یہی وجہ تھی کہ جہاز سمندر کے تمام حصوں سے خیر و خوبی کے ساتھ گذر لیکن جوں ہی اس جگہ پہنچتے تو ڈوب جاتے اور آدمیوں کے ساتھ ہزاروں اور لاکھوں کا سامان برباد ہو جاتا، گرداب عظیم کی اسی ہلاکت خیزی کی اطلاع جب ہارون رشید کی بیوی زبیدہ کو پہنچائی گئی تو

"زبیدہ نے پہلے کشتیوں کے ذریعے قابو پانے کی کوشش کی اور آخر میں چٹانوں سے اس کو بھروا دیا۔ اس طرح بحری مسافر اس گرداب سے محفوظ ہو گئے" (ابن حوقل صـ۱۶۰)

اسی طرح بحری قزاقوں سے بھی حفاظت کا انتظام کیا گیا تھا جیسا کہ مقدسی نے لکھا ہے

"ہر جہاز میں جنگی سپاہیوں کا اور ان لوگوں کے ایک گروہ کا ہونا ضروری ہے جو نفط (پٹرول) کے دشمن پر آگ پھینکتے ہیں" ولا بدّ فی کل مرکب معہ مقاتلۃ ونفاطین صـ۱۲

بہر حال بحری اور بری راستوں کی حفاظت کے ایسے مؤثر انتظامات کئے گئے تھے کہ راہ گیر

بڑے اطمینان کے ساتھ سفر کر سکتے تھے اور مسافرت کے عالم میں ان کی جان و مال کے سلسلہ میں کسی خطرہ کا امکان نہ تھا۔

سرائیں راہ گیروں اور مسافروں کے لئے پُرامن راستوں کے علاوہ مسلمانوں نے جا بجا سرائیں بھی بنوائی تھیں تاکہ سفر کے دوران مسافر آرام کے ساتھ چند روز قیام بھی کر سکیں ولید ثانی کے متعلق اطلاع دی گئی ہے

"اس نے مسافروں کے لئے سرائیں بنوائیں" (تاریخ امت ۳ ص ۱۲۷)

مہدی نے قادسیہ سے زبالہ تک کی سراؤں کی مرمت کرائی جس کے متعلق پہلے میں ذکر کر چکا ہوں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز نے سمرقند کے عامل سلیمان ابن ابی السری کے پاس فرمان بھیجا

"وہاں کے شہروں میں سرائیں تعمیر کراؤ اور جو وہاں سے گذریں ان کو یک شبانہ روز کھانا کھلاؤ۔ مریض ہے تو دو روز ٹھہراؤ، ان کے سامان اور گھوڑوں کی حفاظت کرو۔ اگر اپنے گھر تک جانے کے لئے ان کے پاس کرایہ نہ ہو تو کرایہ کا انتظام کردو" (سیرت عمر بن عبد العزیز ص ۱۱۰)

سلطان صلاح الدین ایوبی کے متعلق مورخ لکھتا ہے

"سراؤں کی تعمیر کر کے ان پر اوقاف بھی مقرر کئے گئے تھے" (سیرت ایوبی ص ۲۰۹)

گویا کہ مسافروں کے اخراجات کے لئے ایک متعین رقم بھی دی جاتی تھی تاکہ راہ گیر نہ صرف ٹھہرنے کی جگہ ہی پاسکیں بلکہ دوسری ضرورتوں کو بھی سلطانی وظیفہ سے مہیا پائیں اس سلطان کشور کشا کے داد و دہش اور رفاہی کاموں کی تاریخ اس درجہ دلچسپ ہے کہ صفحہ صفحہ پر رفاہیت کے تذکرے نظر آتے ہیں جن میں سے کچھ ہم بھی جستہ جستہ ذکر کریں گے۔

ابن حوقل نے اسلامی علاقوں میں چل پھر کر سراؤں کا جو انتظام اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اس پر وہ لکھتا ہے

"کوئی شہر یا کوئی گذرگاہ جس میں لوگوں کی آمد و رفت ہو یا کوئی آباد گاؤں ایسا نہیں ہے جس

(ص ۳۲) میں بڑی بڑی سرائیں بنی ہوئی نہ ہوں۔ اتنی بڑی کہ اُترنے والوں کے بعد جگہ باقی بچ رہتی ہے

اور ماوراء النہر کے متعلق تو اس نے یہ حیرت انگیز اطلاع دی ہے

"صرف اس علاقے میں دس ہزار سے اوپر سرائیں ہیں"

اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھتا ہے

"بہت سی سرائیں تو ایسی ہیں جن میں	فی کثیر منہا اذا نزل النازل اقیم
اس کا انتظام ہے کہ مسافروں کو اور	علف دابتہ وطعامہ
ان کے جانوروں کو کھانا چارہ سرائے	(ابن حوقل ص ۳۹)
ہی کی طرف سے دیا جاتا ہے"	

مسافر خانے: جس طرح ان سراؤں کا انتظام مسلمانوں کی طرف سے کیا گیا تھا اسی طرح آرام دہ مسافر خانوں کی تعمیر اور ان کے متعلقہ انتظامات سے بھی مسلمان عام طور پر دلچسپی لیتے رہتے بلکہ رفاہِ عام کے یہ چند شعبے ایسے ہیں کہ علاوہ حکومتوں کے عام مسلمانوں نے بھی اپنے وسائل و ذرائع کی حد تک اس قسم کے انتظامات میں خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ مسافروں کو آرام پہنچانے اور زیادہ سے زیادہ ایسی سہولتیں ان کے لئے مہیا کر دینا جس سے وہ غربت میں بھی خود کو وطن میں سمجھیں اور مسافرت کا دہشتناک تصور ان کے لئے جانگسل نہ ہو۔ اس قسم کے ترغیبی مضامین احادیث میں بکثرت ہیں جن کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مسافروں کو تمام سہولتیں پہنچانے کا یہ غیر معمولی جذبہ غالباً آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا کردہ ہے۔ مسلمانوں میں سب سے پہلے مسافر خانہ معقول شکل و صورت اور شستہ انتظام کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بنوایا، جیسا کہ لکھا ہے

"مسافروں کے لئے سب سے پہلا مسافر خانہ عمر بن الخطاب نے بنوایا اور اس کی تقلید عثمان رضی اللہ عنہ نے کی" (یعقوبی جلد ۲ ص ۱۳۳)

ولید نے بھی مہمان خانے تیار کرائے جیسا کہ اس کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے

"شہروں میں مہمان خانے بنواتے " (تاریخ امت ج ۳ ص ۱۲۷)

سنوسی زاویے | میں نے ابھی لکھا تھا کہ مسافر نوازی میں حکومتوں سے زیادہ عام مسلمانوں نے ہی حصہ لیا ہے چنانچہ اس دعویٰ کی شہادت کے لئے امیر شکیب ارسلان کے اس سفرنامہ کو جو طرابلس کی سیاحت سے متعلق انھوں نے قلم بند کیا جستہ جستہ پیش کرتا ہوں۔ سینوسیوں نے جو زاویے اور خانقاہیں لق و دق صحرا میں تیار کی تھیں اور جن کو اپنے حسن انتظام سے باغ و بہار بنا رکھا تھا اسی کے متعلق امیر لکھتے ہیں کہ

"مسافر، راہ گیر یا فقیر محتاج ان زاویوں میں سے کسی زاویہ میں اتر جاتے ہیں پھر جب تک ان کا جی چاہتا ہے اس وقت تک قیام کرتے ہیں، مہمان بنے رہتے ہیں ان سے کوئی کچھ نہیں پوچھتا "	ان الغریب والسائل او الفقیر المعتر لنزل بزاویة من ھذہ الزوایا فیقیم ما یشاء ویتضف ما یشاء ولا یسأله احد عن شی (ص ۱۱)

امیر کے ان الفاظ سے کہ "جب تک جی چاہتا مہمان بنے رہتے" ظاہر ہے کہ ان کے کھانے پینے اور بقیہ تمام ضروریات کا انتظام انھیں زاویوں کی طرف سے ہوتا۔ اس کی بھی اطلاع دی گئی ہے کہ ہر قبیلہ کا زاویہ علیحدہ ہوتا۔ اور مہمان کو اپنے، اپنے زاویہ میں ٹھہرانے پر سب ہی مصر ہوتے اور یہ صرف سینوسی ہی کے لوگوں کا طرز نہیں تھا بلکہ اقطار عالم میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کا ایک زمانہ میں تمدن یہی تھا چنانچہ ابن حوقل نے ماوراء النہر کے مسلمانوں کے متعلق لکھا ہے

"عموماً یہاں کے ارباب ثروت و دولت اپنی دولت کا بڑا مصرف سرائیں بنواتے کو سمجھتے ہیں " ص ۳۳۹

مہمان نوازی | کثرت سے ایسے واقعات بھی ملتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان علاوہ سراؤں اور مسافر خانوں کے مہمان نوازی میں سرگرمی سے حصہ لیتے تھے اور جس فراخ دلی سے مسافر نوازی کرتے اس کی مثال نہیں مل سکتی چنانچہ ابن حوقل خراسان کے علاقہ کے ایک رئیس جعفر بن سہل کے متعلق لکھتا ہے

"پچاس سال کی مدت میں کوئی ایسا آدمی نہ ہوگا جو خراسان پہنچا ہو اور اس امیر کے بذل و نوال سے مستفید نہ ہوا ہو"

امیر نے مہمانوں اور مسافروں کو آرام پہنچانے کی جو تدابیر کی تھیں ان کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے

"سراؤں میں گائیں پلی ہوئی ہیں منیجران کا دودھ نکلواتے ہیں اور مسافروں کی تواضع خالص دودھ سے ہوتی ہے ہر سرائے میں تقریباً سو سو گائیں رہتی ہیں اور گرمیوں میں انواع و الوان کھانوں کے علاوہ لسی کا بھی مسافروں کے لئے انتظام ہے" (ابن حوقل ص۳۰۵)

سغد کے علاقہ کے ایک مکان کے متعلق ابن حوقل کا بیان ہے

"تقریباً سو سال تک یہ مکان مسافرخانہ بنا رہا ایسا اتفاق کسی اطلاع کے بغیر سو، ڈیڑھ سو تک مہمان پہنچ گئے، ان کا کھانا، جانوروں کے لئے چارہ - اور سردی گرمی میں ضرورت کے کپڑے اس طرح مہیا کر دیئے گئے کہ مسافروں کو اپنا سامان کھولنے کی ضرورت تک محسوس نہ ہوئی (ایضاً)

اور مسافر نوازی کا یہ شوق اس درجہ غالب آگیا تھا کہ مقریزی مصر کے مسلمانوں کے متعلق لکھتا ہے

"صاحبِ مقدرت گھرانوں میں کھانا عموماً ضرورت سے زیادہ اس لئے پکا لیا جاتا ہے تاکہ وقت بے وقت اگر مہمان آجاتے تو اسے تکلیف نہ ہو" (مقریزی جلد ۱ ص۳۰)

ماوراء النہر کے مسلمانوں کی مہمان نوازی کے جذبہ کے مختلف مظاہر کی اطلاع دیتے ہوئے ابن حوقل نے یہ عجیب بات لکھی ہے

"مہمانوں کے لئے ہر ایک شخص جس حد تک ہو اپنے گھر کو سجا کر رکھتا ہے" ص۳۳۵

ابن حوقل نے لکھا ہے کہ ہر رئیس پر یہی دھن سوار ہے کہ کوئی کشادہ اور وسیع مکان تیار کرائے تاکہ مسافروں کو ٹھہرانے کا خاطر خواہ انتظام ہر وقت ہو سکے، صدیوں مسلمان مساجد کو اسی لئے وسیع و کشادہ بناتے رہے تاکہ مسافروں کی بڑی سے بڑی تعداد مساجد میں مقیم ہو سکے،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے ۲۰ ہزار لوگوں کی گنجائش کی مساجد تیار ہوئیں اور زیاد کے دور میں جو مسجد تیار ہوئی اس میں ساٹھ ہزار آدمیوں کی گنجائش تھی۔ بہرحال سینکڑوں سال تک مسلمانوں کے تمدن کا عنصرِ غالب یہی مسافر نوازی رہی ہے۔ رفاہِ عام کا یہ اتنا وسیع شعبہ ہے کہ اس کے وسیع اور پھیلے ہوئے نظام پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔

پانی پلانے کا انتظام | علاوہ قیام و طعام کہ جس کا انتظام ہر سرائے اور مسافرخانہ میں کیا گیا تھا مسلمانوں نے بڑی کشادہ دلی اور سیر چشمی کے ساتھ، عام مسافروں اور راہ گیروں کے لئے جس چیز کا انتظام کیا تھا وہ قدم قدم پر سبیل تھی جن میں نہ صرف پانی ہی مہیا کیا گیا تھا بلکہ بقول ابن حوقل برف سے ٹھنڈا کیا ہوا پانی ہر جگہ موجود تھا ابن حوقل کا بیان ہے

"میں نے ایسا بہت کم دیکھا کہ کہیں مسافرخانہ ہو یا سڑک کا موڑ تاکہ ہو یا کوئی محلہ یا کسی دیوار کے سایہ میں لوگ جمع ہوتے ہوں اور وہاں برف سے ٹھنڈا کیا ہوا پانی سبیل پر موجود نہ ہو	وقل ما رأیت خاناً او طرف سکۃ او محلۃ او مجمع ناس الی حائطٍ بسمرقند یخلو من ماء جمدٍ مسبّل ص ۳۳۹

اسی سمرقند کے متعلق ابن حوقل یہ بھی بتاتا ہے کہ یہاں دو ہزار سے زیادہ مکان ایسے ہیں جن میں برف سے ٹھنڈا کیا ہوا پانی مفت تقسیم کیا جاتا ہے اوقاف کے تحت ان کا انتظام چلتا ہے اور جگہ جگہ سقابے بنا دئے گئے ہیں کہیں مستی اور کسی جگہ مٹی کے بڑے بڑے مٹکوں میں پانی روزانہ بھروا دیا جاتا ہے جس سے عام راہ گیر فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ مراکش کے متعلق امیر شکیب ارسلان بھی لکھتے ہیں

مراکش میں وقف ہے جس کے تحت روزانہ گرمیوں میں برف سے بجھا ہوا پانی مہیا کیا جاتا ہے	"وفی مدینۃ مراکش وقف لسقی الماء المثلوج فی ایام القیظ کما فی دمشق" (حاضر عالم الاسلامی ج ۱ ص ۲۹۲)

امیر کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی ممالک کے اکثر و بیشتر حصوں میں اس قسم کے انتظام کئے گئے تھے۔ صدیوں تک رفاہیت کے یہ شاندار کارنامے مسلمانوں کے تمدن کا جزو بنے رہے۔ آج بھی بعض مجسم خیر مسلمانوں کی طرف سے شہروں میں ٹھنڈے پانی کا انتظام بدستور کیا جاتا ہے جس سے راہ گیر بڑا نفع اٹھاتے ہیں۔

"شفاخانے" مریضوں اور بے یار و مددگار بیماروں کے لئے جگہ جگہ ہسپتال کھولے گئے جن میں نہ صرف ادویہ و علاج و معالجہ ہی مفت تھا بلکہ بیماری کے ایام میں پرہیزی غذاؤں اور لطیف فواکہات کا انتظام بھی مسلمانوں کی طرف سے کیا جاتا تھا بیمارستان یعنی ہسپتال کا باقاعدہ انتظام ولید کے دور سے شروع ہوا جیسا کہ لکھا ہے

وکان اول من عمل البیمارستان للمرضیٰ — وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے بیماروں کے لئے ہسپتال بنوائے (یعقوبی جلد ۲ ص ۳۳۵)

اور ان شفاخانوں کے ساتھ، کھانے پینے اور پرہیزی غذاؤں کا جو انتظام کیا گیا تھا اس کی اطلاع دیتے ہوئے لکھا ہے

"جہاں ہر ایک کو کھانا کپڑا دیا جاتا تھا اور ان کا علاج کیا جاتا معذوروں اور اندھوں کی خدمت اور راہ نمائی کے لئے ایک ایک خادم بھی ملتا۔" (تاریخ امت ج ۳ ص ۷)

گویا کہ ولید کے اس رفاہی سلسلہ سے نہ صرف محتاج بیمار فائدہ اٹھاتے بلکہ ہر طبقہ کا مریض جو شفاخانہ میں پہنچ جاتا معالجہ کے سلسلہ میں ہر قسم کی سہولت اس کے لئے بہم پہنچائی جاتی۔ اندھوں اور معذوروں کے لئے خادم ولید کے رفاہِ خلق سے متعلق نیک جذبہ کی بڑی گہری اطلاع دیتے ہیں۔ اسی طرح مقتدر نے بھی ایک شفاخانہ بنوایا تھا جیسا کہ لکھا ہے۔

"اس نے اپنے ذاتی صرف سے ایک شفاخانہ بنوایا۔" (تاریخ الخلفاء ص ۳۹۵)

(باقی آئندہ)